﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾

دو میں سے

دوسرا کون؟

بحوالہ کتبِ شیعہ

اصل کتب کے سکین کے ساتھ

جمع وترتیب:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

حمدا لک یا اللہ صلوۃ وسلاما علیک وعلی آلک یا رسول اللہ

اہلِ حق و تحقیق کے ہاں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی جل وعلا نے رسول اللہ ﷺ کے خاندانِ عالی شان کو از حضرتِ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تا قیامِ قیامت ہر خاندان سے بلند و بالا مقام و مرتبہ سے نوازا ہے۔

جانِ عالم، رحمتِ عالم، سیدِ عالم ﷺ کی لختہائے جگر ہوں یا آپ ﷺ کے شہزادگان۔۔۔ آباءِ کرام ہوں یا اعمامِ ذی وقار۔۔۔ جو ہستی جہاں ہے بے مثال ہے۔

اور بلا شک وشبہ اس خاندانِ نبوت میں اصحابِ عباء وہ پانچ ستارے ہیں کہ کائنات جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بلکہ بقولِ شاعر: نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جلوہ گری اس عالمِ رنگ وبو کے لیے ہوئی۔ بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پہ لانے کے لیے۔۔۔ رستہ بھولے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے۔۔۔ اپنے خالق ومالک سے دور پڑوں کو اپنے رحیم کریم رب سے ملانے کے لیے۔۔۔!!!

تو جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ پاک علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو خاندان ایسا عطا فرمایا کہ اولین وآخرین میں نہ کوئی ایسا خاندان گزرا نہ کوئی دوسرا ہو سکے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ اکرم رحمتِ عالم ﷺ کو ایسے عظیم الشان صحابہ کی جماعت سے نوازا کہ من حیث الجماعۃ اولین وآخرین میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

وہ ہستیاں جو خطابِ پیغمبرِ خدا ﷺ کو سمجھ سکیں۔۔۔جو اس کے تحمل کی اہلیت رکھتی ہوں۔۔۔جو اس پیغامِ رسولِ خدا ﷺ کو سن کر چار دانگِ عالم اس کی تبلیغ کی صلاحیات سے مالا مال ہوں۔

اور پرت زمانے نے دیکھا کہ اگر جان قربان کرنے کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے جانوں کے نذرانے پیش کیے۔مال خرچ کرنے کی باری آئی تو مسجدِ نبوی میں مال کے ڈھیر لگا دیئے۔گھر بار چھوڑنے کا وقت آیا تو کبھی حبشہ کی جانب چل دیئے تو کبھی مدینہ مشرفہ کا رخ کیا۔

لیکن انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ کلمہ گویان نے انہی عظمت والی ہستیوں کو تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ایک گروہ وہ ہے جنہیں کائنات کے ہر بندے میں خوبی نظر آتی ہے، لیکن جب بھی بات رسول اللہ ﷺ کے خاندانِ عالی شان کی اور بالخصوص مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی آئے تو ان کے پیٹ میں مروڑ پڑنے لگ جاتے ہیں۔

اپنے استادوں اور پیروں کو تو عرش نشان مانے بیٹھے ہیں، لیکن مولائے کائنات کے لیے کچھ بھی ماننا بدعقیدگی اور قرآن وحدیث سے انحراف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بدبختی کی انتہاء یہ ہے کہ خاندانِ رسول ﷺ کی اس دشمنی کو صحابہ کرام کے دفاع کے رنگ میں بیچا جاتا ہے اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ وہ ہے جن سے یہود و نصاری تو محفوظ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ محفوظ نہیں۔تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق محفوظ

نہیں۔ زینتِ عدالت سیدنا عمر فاروق محفوظ نہیں۔ مخزنِ سخاوت سیدنا عثمانِ ذوالنورین محفوظ نہیں۔

جس طرح پہلا گروہ آلِ رسول کی دشمنی کا سودا "دفاعِ صحابہ" کا لیبل لگا کر بیچتا ہے، بالکل اسی طرح یہ دوسرا گروہ "بغضِ اصحابِ رسول" کا سامان "حبِ آلِ رسول" کے عنوان سے تقسیم کرتا ہے۔

دورِ حاضر میں اسلام اور اہلِ اسلام کو ان گنت بیرونی چیلنجز کا سامنا ہے۔ لیکن یہ دو گروہ اسلام کے سینے میں ایسے ناسور ہیں کہ ان کا نقصان صرف اور صرف اہلِ اسلام ہی کو پہنچتا ہے۔ نہ تو یہ لوگ اسلام کی خاطر خود کوئی مثبت کردار ادا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں اور نہ ہی دیگر اہلِ علم کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی توانائیاں بیرونی چیلنجز کے مقابل خرچ کریں۔ کیونکہ ان کی صبح شام اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے میں گزرتی ہے۔ اگر ان کی جانب سے آنکھیں بند کر لی جائیں تو یہ بچے کھچے محبینِ اہلِ بیت و صحابہ کو بھی اپنی گمراہی کے گڑھے میں گرا کر ہی چھوڑیں۔

ان کی کاروائیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نظر نہیں آتی جسے تعمیری کام سے تعبیر کیا جا سکے۔ ایک گروہ دن رات اہلِ بیتِ رسول ﷺ اور بالخصوص مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کی ہجو میں مصروف ہے تو دوسرا ہر پل رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ کو نشانِ طعن بنائے بیٹھا ہے۔

اس دوسرے گروہ کے حربے ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ آج کل سوشل میڈیا کے عروج کا دور ہے۔ لہذا کچھ نئے حربے استعمال کیے جا رہے ہیں اور سوشل میڈیا کے

ذریعے رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ کی عظمتوں پر قدغن لگانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

چند دن قبل بندہ نے ایک لڑکے کی ویڈیو سنی۔ سنتے ہی اندازہ ہو گیا کہ یہ گستاخانِ صحابہ کی جانب سے بہت بڑی چال ہے۔ وہ لڑکا اپنے سامنے صحیح بخاری شریف اور پسِ پشت کچھ ایسی کتب رکھ کر بیٹھا ہوا تھا جس سے ظاہر ہو کہ اس کا تعلق اہلسنت سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بھرپور سازش کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔

اس لڑکے کا سارازور اس بات پر تھا کہ:

"یارِ غار" سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی نہیں ہے۔

اس لڑکے کی باتیں تو ایسی نہیں کہ ان کا جواب دیا جائے۔ لیکن یہ خیال ضرور آیا کہ: جن حضرات نے اسے عوامِ اہلسنت کے ذہنوں میں شک ڈالنے کے لیے تعینات کیا ہے۔ ان کے سامنے انہی کی کتب کے چند حوالے رکھ کر انہیں انصاف کی دعوت دی جائے۔۔۔ بشرطیکہ ان میں انصاف نام کی کوئی چیز موجود ہو۔۔۔!!!

بندہ نے جب اس موضوع کی جانب توجہ کی تو کتبِ شیعہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ اس بات کے حوالہ جات موجود پائے کہ پہلے تو سوچ میں پڑ گیا کہ اس موضوع پہ مختصر لکھا جائے یا دو چار سو صفحات کی تصنیف ہونی چاہیے۔

لیکن پھر پہلے مرحلے میں دس کے عدد کا لحاظ کرتے ہوئے صرف دس حوالہ جات کا انتخاب کیا اور کوشش کی کہ صرف کتاب کا حوالہ نہ دیا جائے بلکہ اصل کتاب کا متعلقہ صفحہ بھی ساتھ لگا دیا جائے تاکہ قارئین کے قلوب کے مزید اطمینان کا سبب بن سکے۔

البتہ "بحار الانوار" کے صفحات کے اسکین شامل نہیں کیے جا سکے۔ کیونکہ دستیاب نسخہ کے صفحات نسبتاً بڑے، لکھائی گھنی اور باریک ہونے کی وجہ سے اسکین پیج کو پڑھنا انتہائی دشوار تھا۔

ان سطور کا مقصد تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دربارِ ناز میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان حضرات کو دعوتِ انصاف بھی ہے جن کی طرف سے تیر و تفنگ کبھی غیر پر نہیں برسے۔۔۔ جب بھی نشانہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم ہی کو بنایا گیا۔

جب ان کی اپنی کتابیں گواہ ہیں کہ:

دو میں دوسرے "سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ" تھے تو پھر:

یا اس گمراہ گری کو چھوڑ دیا جائے۔۔۔!!!

اور اگر یہی ٹھان رکھی ہے تو پھر سطورِ ذیل میں جن کتب کے حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں، ان سے علی الاعلان براءت کا اظہار کر دیا جائے اور افکار و نظریات کی بنیاد کے لیے کچھ الگ تلاش کیا جائے۔۔۔!!!

مالک کریم جل وعلا سے دعا ہے کہ بطفیلِ پنجتن پاک رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت کا کماحقہ ادب کرنے کی توفیق بخشے۔

از قلم:

بندہ از بندگانِ مولائے کائنات

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین ۔ سکھر

پہلا حوالہ:

ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ صفار متوفی 290ھ کا شمار سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں کیا جاتا ہے۔ اور حضراتِ شیعہ کے ہاں انہیں "ثقہ جلیل محدث نبیل شیخ القمیین" جیسے القاب دیئے جاتے ہیں۔

وہ اپنی سند سے سیدنا امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار و معه أبو الفصيل

جب رسول اللہ ﷺ غار میں تے ااور آپ ﷺ کے ساتھ ابو الفصیل[1] تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انی لأنظر الان إلى جعفر وأصحابه الساعة تعوم بهم سفينتهم في البحر وانی لأنظر إلى رهط من الأنصار في مجالسهم مخبتين بأفنيتهم

میں اس وقت حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان کی کشتی سمندر میں ان کو لے کر تیر رہی ہے۔ اور بے شک میں انصار کے ایک گروہ کو ان کے صحنوں

---

[1] سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور کنیت "ابو بکر" ہے۔ "بکر" کلمۂ مدح ہے اور حقیقی معنی کے اعتبار سے جوان اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ لیکن کتبِ شیعہ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو استہزاءً ابو الفصیل بھی کہا گیا ہے۔ "فصیل" اونٹنی وغیرہ کا وہ بچہ جس کا دودھ چھڑا کر ماں سے الگ کر دیا گیا ہوعفا الی اللہ المشتکی

میں اپنی مجالس میں انکساری کے ساتھ بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

أترىهم يا رسول الله صلى الله عليه وآله الساعة

یارسول اللہ! کیا آپ انہیں اس گھڑی دیکھ رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم ہاں۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

فأرنيهم

مجھے دکھائیے۔۔۔!!!

فمسح رسول الله صلى الله عليه وآله على عينيه ثم قال انظر فنظر فرآهم

پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا: دیکھو۔ پس (حضرت) ابو بکر (صدیق) نے نظر اٹھائی تو ان سب کو دیکھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أرأيتهم

کیا تم نے انہیں دیکھا؟

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

نعم ہاں۔

(بصائر الدرجات - محمد بن الحسن الصفار - ص466)

دوسرا حوالہ:

یہی محمد بن حسن صفار متوفی 290ھ اپنی سند سے خالد بن نجیح سے روایت کرتے ہیں۔
خالد بن نجیح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:
جعلت فداك سما رسول الله صلى الله عليه وآله أبا بكر الصديق
میں آپ پہ قربان۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) کا نام "صدیق" رکھا۔
سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا:

نعم ہاں۔

خالد بن نجیح نے پوچھا:

فكيف

پھر کیسے؟

حضرت سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا:

حين كان معه في الغار قال رسول الله صلى الله عليه وآله انى لأرى سفينة جعفر بن أبي طالب تضطرب في البحر ضالة

جب ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں جعفر بن ابی طالب کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں۔ سمندر میں بھکی پھر رہی ہے۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

يا رسول الله صلى الله عليه وآله وانك لتراها

یارسول اللہ! کیا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم ہاں۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

فتقدر ان ترینہا

آپ مجھے دکھا سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ادن منی

میرے قریب آؤ۔

امام جعفر صادق نے فرمایا:

فدنا منه فمسح على عينيه

(حضرت) ابو بکر (صدیق) رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے (حضرت) ابو بکر (صدیق) کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔

پھر فرمایا:

انظر دیکھو۔

فنظر أبو بكر فرأى السفينة وهي تضطرب في البحر ثم نظر إلى قصور أهل المدينة

پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے کشتی کو دیکھا جو سمندر میں گھوم رہی تھی۔ پھر

مدینہ مشرفہ کے محلات کو دیکھ لیا۔

فقال في نفسه الان صدقت انك ساحر

پھر دل میں کہا: اب مجھے تصدیق ہوئی کہ آپ جادوگر ہیں[1]۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصديق أنت

تم صدیق ہو۔

(بصائر الدرجات - محمد بن الحسن الصفار - ص466)

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرات شیعہ کے ہاں ان روایات کو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح کے طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔ لیکن ہم اس وقت صرف اس قدر بتانا چاہتے ہیں کہ حضرات اہلِ تشیع کی کتبِ معتبرہ بھی اس بات پہ گواہ ہیں کہ: "دو میں دوسرا" کوئی اور نہ تھا۔ وہ ہستی تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق کی ہستی تھی۔وللہ الحمد۔

---

[1] معاذ اللہ۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔ روافض کے تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مقدسہ پہ اس گھٹیا بہتان کا بطلان سمجھنے کے لیے معمولی سی عقل بھی کافی ہے۔ لیکن کاش روافض کے ہاں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو انہیں سمجھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

للثقة الجليل المحدث النبيل شيخ القميين

أبو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار

المتوفى سنة ٢٩٠ هـ

من أصحاب الإمام الحسن العسكري عليه السلام

منشورات

شركة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

(١١) **حدّثنا** محمد بن عبد الجبار عن عبد الله بن الحجّال عن أبي عبد الله المكّي الحذاء عن سوادة أبي يعلى عن بعض رجاله قال: **قال أمير المؤمنين عليه السلام للحارث الأعور وهو عنده: هل ترى ما أرى؟ فقال: كيف أرى ما ترى وقد نوَّر الله لك وأعطاك ما لم يعط أحداً؟** قال: هذا فلان الأول على ترعة من ترع النار يقول: يا أبا الحسن استغفر لي لا غفر الله له، قال: فمكث هنيئة ثم قال: يا حارث هل ترى ما أرى؟ فقال: وكيف أرى ما ترى وقد نور الله لك وأعطاك ما لم يعط أحداً؟ قال: هذا فلان الثاني على ترعة من ترع النار يقول: يا أبا الحسن استغفر لي لا غفر الله له.

(١٢) **حدّثنا** سلمة بن الخطاب عن سليمان بن سماعة الحذّاء وعبد الله بن محمد جميعاً عن عبد الله بن القاسم عن أبي الجارود قال: قال أبو جعفر عليه السلام: **الإمام منا ينظر من خلفه كما ينظر من قدّامه.**

(١٣) **حدّثنا** أحمد بن محمد ومحمد بن الحسين عن الحسن بن محبوب عن عليّ بن رئاب عن زياد الكناسي عن أبي جعفر عليه السلام قال: لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار ومعه أبو الفصيل[1] قال رسول الله صلى الله عليه وآله: **إني لأنظر الآن إلى جعفر وأصحابه الساعة تعوم بهم سفينتهم في البحر وإني لأنظر إلى رهط من الأنصار في مجالسهم مخبتين بأمنيتهم.** فقال له أبو الفصيل: أتراهم يا رسول الله الساعة؟ قال: نعم قال فأرنيهم فأرانيهم، قال: فمسح رسول الله صلى الله عليه وآله على عينيه ثم قال: انظر فنظر فرآهم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: أرأيتهم؟ قال: نعم، وأسرّ في نفسه أنه ساحر.

(١٤) **حدّثنا** موسى بن عمر عن عثمان بن عيسى عن خالد بن نجيح قال: **قلت لأبي عبد الله عليه السلام جعلت فداك سمّى رسول الله صلى الله عليه وآله أبا بكر**

(١) في نسخة ثانية: أبو بكر.

الصدّيق؟ قال: نعم، قال: قلت: وكيف؟ قال: حين كان معه في الغار قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إني لأرى سفينة جعفر بن ابي طالب تضطرب في البحر ضالّة، قال يا رسول الله وإنك لتراها؟ قال: نعم، قال: فتقدر أن ترينيها؟ قال: ادن مني قال فدنا منه فمسح على عينيه ثم قال: انظر فنظر أبو بكر فرأى السفينة وهي تضطرب في البحر ثم نظر إلى قصور أهل المدينة فقال في نفسه الآن صدقت أنك ساحر فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: **الصدّيق أنت.**

(٢) باب في الأئمّةعليهم السلام أنه لو كان لألسن شيعتهم أوكية[١] لحدثوا كل امرئ بما له

(١) **حدّثنا** الحسين بن عليّ عن العباس بن عامر عن ضريس عن عبد الواحد بن المختار عن أبي جعفرعليه السلام قال: **لو كان لألسنتكم أوكية لحدَّث كل امرئ بما له.**

(٢) **حدّثنا** أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبان بن عثمان عن عبد الواحد قال: قال أبو جعفرعليه السلام: **لو كان لألسنتكم أوكية لحدث كل امرئ بما له.**

(٣) **حدّثنا** الفضل بن عامر عن موسى بن القاسم وأحمد بن محمد عن موسى بن القاسم عن أبان بن عثمان عن ضريس عن عبد الواحد بن المختار عن أبي جعفرعليه السلام قال: **لو كان لألسنتكم أوكية لحدث كل امرئ بما له.**

(١) مفردها وكاء: الخيط تشدّ به القربة ونحوها. (مجمع البحرين).

تیسرا حوالہ:

محمد بن یعقوب کلینی متوفی 329ھ شیعہ کے ہاں "ثقۃ الاسلام" کے لقب کے ساتھ ملقب ہیں اور ان کی کتاب "الکافی" اہم ترین مصادرِ حدیثیہ میں سے ایک ہے۔

اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أقبل يقول لأبي بكر في الغار: أسكن فإن الله معنا

بے شک رسول اللہ ﷺ غار کے اندر (حضرت) ابو بکر (صدیق) سے فرمانے لگے: پر سکون رہو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) پر کپکپی طاری تھی اور انہیں سکون نہیں آرہا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

تريد أن أريك أصحابي من الأنصار في مجالسهم يتحدثون فأُريك جعفرا وأصحابه في البحر يغوصون؟

تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں انصار میں سے اپنے صحابہ اپنی مجالس میں بیٹھے باتیں کرتے دکھاؤں؟ میں تمہیں حضرت جعفر اور ان کے ساتھی سمندر میں غوطہ زن دکھاؤں؟

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

نعم

جی ہاں!

فمسح رسول الله (صلى الله عليه وآله): بيده على وجهه فنظر إلى الأنصار يتحدثون ونظر إلى جعفر (عليه السلام) وأصحابه في البحر يغوصون

پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے چہرے پر پھیرا تو آپ نے انصار کو باتیں کرتے دیکھ لیا اور حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا جو سمند میں غوطہ زن تھے۔

(الکافی 8/141)

روضۃ الکافی کا یہ حوالہ بھی کھلے الفاظ میں پکار رہا ہے کہ غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کی سعادت جس ہستی کو ملی وہ تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کی ہستی تھی۔

روضة الكافي

ثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفي سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الثامن

منشورات الفجر
بيروت - لبنان

السُّودُ وَالْبُومُ مِنَ الطُّيُورِ، فِي ذَلِكَ الْوَادِي بِئْرٌ يُقَالُ لَهَا: بَلَهُوتُ، يُغْدَى وَيُرَاحُ إِلَيْهَا بِأَرْوَاحِ الْمُشْرِكِينَ، يُسْقَوْنَ مِنْ مَاءِ الصَّدِيدِ، خَلْفَ ذَلِكَ الْوَادِي قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمُ الذَّرِيحُ لَمَّا أَنْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى مُحَمَّداً ﷺ صَاحَ عِجْلٌ لَهُمْ فِيهِمْ وَضَرَبَ بِذَنَبِهِ فَنَادَى فِيهِمْ يَا آلَ الذَّرِيحِ بِصَوْتٍ فَصِيحٍ أَتَى رَجُلٌ بِتِهَامَةَ يَدْعُو إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالُوا: لِأَمْرٍ مَا أَنْطَقَ اللَّهُ هَذَا الْعِجْلَ؟ قَالَ فَنَادَى فِيهِمْ ثَانِيَةً، فَعَزَمُوا عَلَى أَنْ يَبْنُوا سَفِينَةً فَبَنَوْهَا، وَنَزَلَ فِيهَا سَبْعَةٌ مِنْهُمْ، وَحَمَلُوا مِنَ الزَّادِ مَا قَذَفَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ رَفَعُوا شِرَاعَهَا وَسَيَّبُوهَا فِي الْبَحْرِ، فَمَا زَالَتْ تَسِيرُ بِهِمْ حَتَّى رَمَتْ بِهِمْ بِجُدَّةَ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: أَنْتُمْ أَهْلُ الذَّرِيحِ نَادَى فِيكُمُ الْعِجْلُ؟ قَالُوا نَعَمْ قَالُوا: اعْرِضْ عَلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الدِّينَ وَالْكِتَابَ، فَعَرَضَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدِّينَ وَالْكِتَابَ وَالسُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ وَالشَّرَائِعَ كَمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَوَلَّى عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ سَيَّرَهُ مَعَهُمْ، فَمَا بَيْنَهُمُ اخْتِلَافٌ حَتَّى السَّاعَةَ.

٣٧٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ حَدِيدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَصْبَحَ فَقَعَدَ فَحَدَّثَهُمْ بِذَلِكَ، فَقَالُوا لَهُ: صِفْ لَنَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَوَصَفَ لَهُمْ، وَإِنَّمَا دَخَلَهُ لَيْلًا فَاشْتَبَهَ عَلَيْهِ النَّعْتُ، فَأَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عليه السلام فَقَالَ: انْظُرْ هَاهُنَا، فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَوَصَفَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَعَتَ لَهُمْ مَا كَانَ مِنْ عِيرٍ لَهُمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الشَّامِ، ثُمَّ قَالَ هَذِهِ عِيرُ بَنِي فُلَانٍ تَقْدَمُ مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يَتَقَدَّمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ أَوْ أَحْمَرُ، قَالَ: وَبَعَثَ قُرَيْشٌ رَجُلًا عَلَى فَرَسٍ لِيَرُدَّهَا، قَالَ: وَبَلَغَ مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَالَ قُرْطَةُ بْنُ عَبْدِ عَمْرٍو: يَا لَهْفاً، أَلَّا أَكُونَ لَكَ جَذَعاً حِينَ تَزْعُمُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَرَجَعْتَ مِنْ لَيْلَتِكَ.

٣٧٧ - حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ فِي الْغَارِ: اسْكُنْ فَإِنَّ اللَّهَ مَعَنَا وَقَدْ أَخَذَتْهُ الرِّعْدَةُ وَهُوَ لَا يَسْكُنُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَالَهُ قَالَ لَهُ: تُرِيدُ أَنْ أُرِيَكَ أَصْحَابِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي مَجَالِسِهِمْ يَتَحَدَّثُونَ، فَأُرِيَكَ جَعْفَراً وَأَصْحَابَهُ فِي الْبَحْرِ يَغُوصُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ، فَنَظَرَ إِلَى الْأَنْصَارِ يَتَحَدَّثُونَ، وَنَظَرَ إِلَى جَعْفَرٍ عليه السلام وَأَصْحَابِهِ فِي الْبَحْرِ يَغُوصُونَ فَأَضْمَرَ تِلْكَ السَّاعَةَ أَنَّهُ سَاحِرٌ.

٣٧٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ مِنَ الْغَارِ مُتَوَجِّهاً إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَدْ كَانَتْ قُرَيْشٌ جَعَلَتْ لِمَنْ أَخَذَهُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، فَخَرَجَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فِيمَنْ يَطْلُبُ، فَلَحِقَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ اكْفِنِي شَرَّ سُرَاقَةَ بِمَا شِئْتَ» فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ فَثَنَى رِجْلَهُ ثُمَّ اشْتَدَّ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي عَلِمْتُ أَنَّ الَّذِي أَصَابَ قَوَائِمَ فَرَسِي إِنَّمَا هُوَ مِنْ قِبَلِكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُطْلِقَ لِي فَرَسِي، فَلَعَمْرِي إِنْ لَمْ يُصِبْكُمْ مِنِّي خَيْرٌ لَمْ يُصِبْكُمْ مِنِّي شَرٌّ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَطْلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَسَهُ،

چوتھا حوالہ:

علی بن ابراہیم قمی متوفی329ھ کلینی کے شیوخ سے ہیں۔ کلینی نے اپنی کتاب کافی میں ان سے ہزاروں روایات لی ہیں۔ شیخ قمی کی تفسیر قدیم ترین شیعہ تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔

انہوں نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔

سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار قال لأبي بكر كأني انظر إلى سفينة جعفر في أصحابه يقوم في البحر وانظر إلى الأنصار محتبين في أفنيتهم

جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو آپ نے (سیدنا) ابو بکر (صدیق) سے فرمایا: ایسا ہے جیسے میں حضرت جعفر کو ان کے ساتھیوں کے بیچ، ان کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو سمندر میں ٹھہری ہے۔ اور میں انصار کو ان کے صحنوں میں احتبا کیے بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

وتراهم يا رسول الله

یارسول اللہ! آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم

ہاں۔

(حضرت) ابو بکر (صدیقؓ) نے عرض کی:

فارنیهم

مجھے بھی دکھایئے۔

فمسح على عينيه فرآهم

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے انہیں دیکھ لیا۔

(تفسیر القمی 1/ 415)

کلینی کے شیخ کا یہ حوالہ بھی واضح طور پر بتا رہا ہے کہ:

یارِ غار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ذاتِ مقدسہ تھی۔

تفسير القمي
لأبي الحسن علي بن إبراهيم القمي رحمه الله
من أعلام القرن الثالث الهجري
الجزء الأول
مؤسسة
الإمام المهدي

رسول الله؟ قال: نعم. قال: فأرنيهم! فمسح على عينيه فرآهم، فقال في نفسه: الآن صدّقت أنّك ساحر!! فقال له رسول الله ﷺ: أنت الصدّيق. وهو قوله: ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلىٰ وَكَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيا ـ قول رسول الله ﷺ ـ وَ اللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾.[١]

﴿انْفِرُوا خِفافاً وَ ثِقالاً ـ إلى قوله ـ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ «٤١ـ٤٩»

وقوله: ﴿انْفِرُوا خِفافاً وَ ثِقالاً﴾ قال: شباباً وشيوخاً، يعني إلى غزوة تبوك.[٢]

١٦ـ وفي رواية أبي الجارود، عن أبي جعفر عليه السلام في قوله:

﴿لَوْ كانَ عَرَضاً قَرِيباً ..يقول: غنيمة قريبة ـ لاَتَّبَعُوكَ﴾.[٣]

قال عليّ بن إبراهيم في قوله: ﴿وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ﴾ يعني إلى تبوك، وذلك أنّ رسول الله ﷺ لم يسافر سفراً أبعد منه ولا أشدّ منه، وكان سبب ذلك أن الصيّافة[٤] كانوا يقدمون المدينة من الشام معهم الدرُموك[٥] والطعام، وهم الأنباط، فأشاعوا بالمدينة أنّ الروم قد اجتمعوا يُريدون غزو رسول الله ﷺ في عسكر عظيم، وأنّ هرقل قد سار في [جمعه] وجنوده، وجلب معهم غسّان، وجذام، وبهراء، وعاملة، وقد قدِم عساكره البلقاء، ونزل هو حمص. فأمر رسول الله ﷺ أصحابه بالتهيّؤ إلى تبوك، وهي من بلاد البلقاء، وبعث إلى القبائل حوله، وإلى مكّة، وإلى من أسلم من خُزاعة ومُزينة وجهينة، فحثّهم على الجهاد،

---

(١) عنه البحار: ٥٣/١٩ ح١٠ والبرهان: ٧٧٩/٢ ح٥، وإثبات الهداة: ١٤٣/٢ ح٥٧٦، ونور الثقلين: ١١٨/٣ ح١٥٩.

(٢) عنه البرهان: ٧٨٥/٢ ح١٤.

(٣) عنه البحار: ٢١٠/٢١ ضمن ح٢، والبرهان: ٧٨٥/٢ ح٣، ونور الثقلين: ١٢١/٣ ح١٦٨.

(٤) الصائفة: غزوة الروم، لأنّهم كانوا يُغْزَوْنَ صيفاً لمكان البرد والثلج، ومن القوم مِيرتُهم في الصيف (القاموس المحيط: ١٦٤/٣).

(٥) «الدرنوك» البحار والبرهان. الدرموك: الطنفسة كالدرنوك. وفي حديث ابن عبّاس قال: صلّيت معه على درموك قد طبّق البيت كلّه، وفي رواية درموك (لسان العرب: ٤٢٣/١٠).

پانچواں حوالہ:

شیخ الطائفۃ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی460ھ شیعہ کے ہاں متکلم، محدث، مفسر اور فقیہ گردانے جاتے ہیں۔ ان کی تفسیر قدیم مصادرِ تفسیریہ سے ہونے کے ساتھ ساتھ اکمل ترین تفسیر شمار ہوتی ہے۔ شیخ طوسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" ثاني اثنين ". وهو نصب على الحال اي هو ومعه آخر، وهو أبو بكر في وقت كونهما في الغار من حيث " قال لصاحبه " يعني أبا بكر " لا تحزن " اي لا تخف. ولا تجزع " ان الله معنا " أي ينصرنا.

"دو کا دوسرا" یہ حال ہونے کی بنیاد پر منصوب ہے۔ یعنی: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور۔ اور وہ ابو بکر ہیں۔ دونوں ہستیوں کے غار میں ہونے کے وقت آپ ﷺ نے اپنے صاحب یعنی ابو بکر سے کہا: گھبراؤ مت۔ یعنی خوف نہ کھا اور پریشان مت ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی ہمارے مدد فرمائے گا۔

(التبیان للطوسی5/221)

التبيان
في تفسير القرآن

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي

٣٨٥-٤٦٠هـ

تحقيق وتصحيح

أحمد حبيب قصير العاملي

المجلد الخامس

دار
إحياء التراث العربي

قرأ يعقوب وحده «وكلمةالله هي العليا» بالنصب على تقدير وجعل كلمة الله هي العليا ومن رفع استأنف، وهو أبلغ لأنه يفيد أن كلمة الله العليا على كل حال. وهذا ايضاً زجر آخر وتهديد لمن خاطبه في الاية الاولى بانهم إن لم ينصروا النبي صلى الله عليه وآله ولم يقاتلوا معه ولم يجاهدوا عدوه «فقد نصره الله» أي قد فعل الله به النصر حين اخرجه الكفار من مكة «ثاني اثنين». وهو نصب على الحال اي هو ومعه آخر، وهو ابو بكر في وقت كونهما في الغار من حيث «قال لصاحبه» يعني ابا بكر «لاتحزن» اي لاتخف. ولاتجزع «ان الله معنا» أي ينصرنا. والنصرة على ضربين: احدهما - يكون نعمة على من ينصره. والآخر - لايكون كذلك، فنصرة المؤمنين تكون إحساناً من الناصر الى نفسه لأن ذلك طاعة لله ولم تكن نعمة على النبي صلى الله عليه وآله. والثاني - من ينصر غيره لينفعه بما تدعو اليه الحكمة كان ذلك نعمة عليه مثل نصرة الله لنبيه صلى الله عليه وآله.

ومعنى «ثاني اثنين» أحد اثنين يقولون هذا ثاني اثنين، وثالث ثلاثة، ورابع أربعة، وخامس خمسة، لأنه مشتق من المضاف اليه. وقد يقولون خامس اربعة أي خمس الاربعة بمصيره فيهم بعد أن لم يكن.

والغار ثقب عظيم في الجبل. قيل: وهو جبل بمكة يقال له ثور، في قول قتادة. وقال مجاهد: مكث النبي صلى الله عليه وآله في الغار مع ابي بكر ثلاثاً. وقال الحسن: أنبت الله على باب الغار ثمامة، وهي شجيرة صغيرة. وقال غيره: الهم العنكبوت فنسجت على باب الغار. وأصل الغار الدخول الى عمق الخباء. ومنه قوله «إن أصبح ماؤكم غوراً» (١) وغارت عينه تغور غوراً اذا دخلت في رأسه. ومنه أغار على القوم إذا أخرجهم من أخبيتهم بهجومه عليهم.

وقوله «فأنزل الله سكينته عليه» قيل فيمن تعود الهاء اليه قولان: احدهما - قال الزجاج: إنها تعود الى النبي صلى الله عليه وآله. والثاني - قال الجبائي: تعود على أبي بكر

(١) سورة ٦٧ الملك آية ٣٠

چھٹا حوالہ:

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان متوفی 413ھ شیعہ کے ہاں "شیخ مفید" کہلاتے ہیں اور بیک وقت فقیہ، محدث اور متکلم سمجھے جاتے ہیں۔ "شیخ مفید" اپنی کتاب "الافصاح" میں ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

أما خروج أبي بكر مع النبي صلى الله عليه وآله فغير مدفوع، وكونه في الغار معه غير مجحود، واستحقاق اسم الصحبة معروف

یعنی (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کا نبی ﷺ کے ساتھ (ہجرت کے لیے) نکلنا، اس پہ کوئی اعتراض نہیں۔ اور آپ (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا) کا غار میں ہونے کا کوئی انکار نہیں۔ اور صحبت کے نام کا استحقاق بھی معروف ہے۔

(الافصاح فی الامامۃ للمفید ص185)

قارئینِ کرام!

اہلِ تشیع کے ہاں شیخ مفید کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ انہیں "مفید" کا لقب حضرت "مہدی منتظر" کی جانب سے دیا گیا۔

پس جو شخص شیعہ مسلک میں اتنے بڑے قد کاٹھ کا حامل ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ "سیدنا ابو بکر صدیق کے یارِ غار ہونے کا کوئی انکار ہی نہیں"

لیکن اگر فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے والے حضرات نہ سمجھنا چاہیں تو انہیں کوئی سمجھا نہیں سکتا۔ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا

مصنفات الشيخ المفيد
(المتوفى ٤١٣ هـ)
١٣
لا إله إلا الله
1000th ANNIVERSARY
INTERNATIONAL CONGERESS
OF (SHEIKH MOFEED)
الإفصاح
في الإمامة
المؤتمر العالمي بمناسبة الذكرى الألفية لوفاة الشيخ المفيد

مسألة أُخرى

فإن قالوا: أفليس قد آنس الله تعالى نبيّه صلى الله عليه وآله بأبي بكر في خروجه[1] إلى المدينة للهجرة، وسمّاه صاحباً له في محكم كتابه، وثانياً لنبيّه صلى الله عليه وآله في سفره، ومستقرّاً معه في الغار لنجاته، فقال تعالى: **﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ثَانِيَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلسُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾**[2] وهذه فضيلة جليلة يشهد بها القرآن، فهل تجدون من الحجّة مخرجاً؟

جواب:

قيل لهم: أمّـا خروج أبي بكر مع النبيّ صلى الله عليه وآله فغير مدفوع، وكونه في الغار معه غير مجحود، واستحقاق اسم الصحبة معروف، إلاّ أنّه ليس في واحدة منها ولا في جميعها ما يظّنون له من الفضل، فلا تثبت

---

(١) في ب زيادة: من مكة.

(٢) سورة التّوبَة ٩: ٤٠.

ساتواں حوالہ:

فضل بن حسن طبرسی متوفی548ھ شیعہ کے ہاں فقیہ، مفسر، محدث و متکلم مانے جاتے ہیں۔ شیعہ کے ہاں ان کی جلالت کا عالم یہ ہے کہ انہیں "امین الاسلام" کہا جاتا ہے۔ آپ اپنی تفسیر "مجمع البیان" جسے شیعہ حضرات کے ہاں اہلسنت کی تفسیر "جامع البیان" کے مقابل سمجھا جاتا ہے۔ اپنی اس تفسیر میں سورہ توبہ کی آیہ مقدسہ40 کے تحت لکھتے ہیں:

(ثاني اثنين) يعني أنه كان هو وأبو بكر (إذ هما في الغار) ليس معهما ثالث أي: وهو أحد اثنين، ومعناه فقد نصره الله منفردا من كل شئ، إلا من أبي بكر، والغار: الثقب العظيم في الجبل، وأراد به هنا (غار ثور) وهو جبل بمكة (إذ يقول لصاحبه) أي: إذ يقول الرسول لأبي بكر (لا تحزن) أي: لا تخف (إن الله معنا) يريد أنه مطلع علينا، عالم بحالنا، فهو يحفظنا وينصرنا.

"دو میں سے دوسرے" یعنی آپ ﷺ تھے اور (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) جب وہ دونوں غار میں تھے۔ ان کے ساتھ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ یعنی آپ ﷺ دو میں سے ایک تھے۔ اور اس آیہ مقدسہ کے معنی یہ ہیں کہ:

اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ ﷺ کی اس حالت میں مدد فرمائی جب آپ ﷺ کے ساتھ (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

اور غار: پہاڑ کے اندر بڑا سوراخ ہے۔ اور اس سے یہاں غارِ ثور مراد ہے۔ اور وہ مکہ مشرفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ جب آپ ﷺ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے۔ یعنی جبکہ

رسول اللہ ﷺ ابو بکر (صدیق) سے فرمارہے تھے:

گھبراؤ نہیں۔ یعنی خوفزدہ مت ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو ہماری خبر ہے۔ وہ ہمارا حال جانتا ہے۔ پس وہ ہماری حفاظت فرمائے گا اور ہماری مدد کرے گا۔

مزید لکھتے ہیں:

قال الزهري: لما دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، وأبو بكر الغار، أرسل الله زوجا من حمام، حتى باضا في أسفل الثقب، والعنكبوت حتى تنسج بيتا، فلما جاء سراقة بن مالك في طلبهما، فرأى بيض الحمام، وبيت العنكبوت، قال: لو دخله أحد لانكسر البيض، وتفسخ بيت العنكبوت، فانصرف.

زہری نے کہا:

جب رسول اللہ ﷺ اور (سیدنا) ابو بکر (صدیق رضی اللہ تعالی عنہ) غار میں داخل ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے کبوتر کا ایک جوڑا بھیجا جس نے غار کے زیریں حصے میں انڈے دے دیئے۔ اور مکڑی جس نے جالا تن دیا۔ پس جب سراقہ بن مالک آپ دونوں کی تلاش میں آئے تو کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا:

اگر کوئی شخص اس کے اندر جاتا تو انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑی کا جالا پھٹ جاتا۔ پھر وہ واپس پلٹ گئے۔

(مجمع البیان للطبرسی 5/ 45)

تأليف

أمين الإسلام أبي علي الفضل بن الحسن الطبرسي

طبعة جديدة منقحة

الجزء الخامس

دار المرتضى
بيروت

● **القراءة:** قرأ يعقوب وحده: ﴿كلمة الله﴾ بالنصب. والباقون: بالرفع.

● **الحجة:** من نصب عطفه على قوله: ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ﴾ وجعل ﴿وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾. ومن رفع استأنف وهو أبلغ، لأنه يفيد أن كلمة الله هي العليا في كل حال.

● **الإعراب:** ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ نصب على الحال، وللعرب في هذا مذهبان:

أحدهما: قولهم: هذا ثاني اثنين، وثالث ثلاثة، ورابع أربعة، وخامس خمسة، أي أحد اثنين، وأحد ثلاثة، وأحد أربعة، وأحد خمسة.

والآخر: قولهم: ثالث اثنين، وخامس أربعة بمعنى: أنه ثلَّث اثنين، وخمس أربعة، فالأول إضافة حقيقية محضة، والثاني إضافة غير محضة، إذ هو في تقدير الانفصال. ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ بدل من قوله: ﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ وضع أحد الزمانين في موضع الآخر لتقاربهما.

● **المعنى:** ثم أعلمهم الله سبحانه أنهم إن تركوا نصرة رسوله لم يضره ذلك شيئاً، كما لم يضره قلة ناصريه حين كان بمكة وهمَّ به الكفار، فتولى الله نصره، فقال: ﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ﴾ معناه: إن لم تنصروا النبي ﷺ على قتال العدو، فقد فعل الله به النصر ﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ من مكة فخرج يريد المدينة ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ يعني أنه كان هو وأبو بكر ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ليس معهما ثالث، أي وهو أحد اثنين، ومعناه: فقد نصره الله منفرداً من كل شيء إلا من أبي بكر، والغار: الثقب العظيم في الجبل، وأراد به هنا غار ثور، وهو جبل بمكة ﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ﴾ أي إذ يقول الرسول لأبي بكر ﴿لَا تَحْزَنْ﴾ أي لا تخف ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ يريد أنه مطلع علينا عالم بحالنا، فهو يحفظنا وينصرنا.

قال الزهري: لما دخل رسول الله ﷺ وأبو بكر الغار، أرسل الله زوجاً من حمام حتى باضا في أسفل الثقب، والعنكبوت حتى تنسج بيتاً، فلما جاء سراقة بن مالك في طلبهما، فرأى بيض الحمام وبيت العنكبوت، قال: لو دخله أحد لانكسر البيض، وتفسخ بيت العنكبوت، فانصرف، وقال النبي ﷺ: اللهم أعم أبصارهم! فعميت أبصارهم عن دخوله، وجعلوا يضربون يميناً وشمالاً حول الغار، وقال أبو بكر: لو نظروا إلى أقدامهم لرأونا.

وروى علي بن إبراهيم بن هاشم قال: كان رجل من خزاعة فيهم، يقال له: أبو كرز، فما زال يقفو أثر رسول الله ﷺ حتى وقف بهم على باب الغار، فقال لهم: هذه قدم محمد ﷺ، هي والله أخت القدم التي في المقام، وقال: هذه قدم أبي قحافة أو ابنه، وقال: ما جازوا هذا المكان، إما أن يكونوا قد صعدوا في السماء، أو دخلوا في الأرض، وجاء فارس من الملائكة في صورة الإنس، فوقف على باب الغار وهو يقول لهم: اطلبوه في هذه الشعاب فليس ههنا، وكانت العنكبوت نسجت على باب الغار، ونزل رجل من قريش فبال على باب الغار، فقال أبو بكر: قد أبصرونا يا رسول الله، فقال ﷺ: لو أبصرونا ما استقبلونا بعوراتهم.

﴿فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾ يعني على محمد ﷺ، أي ألقى في قلبه ما سكن به،

آٹھواں حوالہ:

شیعہ حضرات کے ہاں علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی 1111ھ کی کتاب "بحار الانوار" شاید حدیث کی سب سے بڑی کتاب ہو۔ ان گنت شیعہ علماء نے اس کی حد درجہ تعریف کی۔ آقا بزرگ تہرانی متوفی1389ھ کے "بحار الانوار" کے بارے میں تاثرات کچھ اس طرح ہیں:

هو الجامع الذي لم يكتب قبله ولا بعده جامع مثله لاشتماله مع جمع الاخبار على تحقيقات دقيقة وبيانات وشروح لها غالبا لا توجد في غيره وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

یعنی "بحار الانوار" وہ جامع کتاب ہے کہ اس کی مثل جامع نہ اس سے پہلے لکھی گئی اور نہ اس کے بعد۔ کیونکہ اس کے جمعِ اخبار کے ساتھ غالب اوقات ایسی دقیق تحقیقات، بیانات اور ان اخبار کی وضاحت پر مشتمل ہے جو اس کے علاوہ نہیں پائی جاتیں۔ اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

(الذریعۃ3/16)

علامہ مجلسی نے اپنی اس کتاب میں "الاختصاص" کے حوالے سے ہارون الرشید کی فرمائش پر جعفر بن یحیی برمکی کے ہاں ہشام اور متکلمین کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو کے تذکرہ میں ذکر کیا کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہشام سے کہا:

لم فضلت عليا على أبي بكر، والله يقول: (ثاني اثنين إذ هما في الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا)؟

آپ حضرت علی کو سیدنا ابو بکر صدیق سے افضل کیوں مانتے ہیں؟ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

دو میں سے دوسرے جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔ جب آپ ﷺ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے: گھبراؤ مت۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔

ہشام نے کہا:

فأخبرني عن حزنه في ذلك الوقت أكان لله رضى أم غير رضى؟

مجھے اس وقت حضرت ابو بکر کے غم کے بارے میں بتاؤ۔ کیا اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے رضا تھی یا غیر رضا؟

(بحار الانوار 10/ 297)

قارئینِ کرام!

ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے کہ:

اہلِ تشیع کا ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد ہر گز سیدنا ابو بکر صدیق کی مدح وشان کا تذکرہ نہیں۔ ان کے اپنے مقاصد ہیں جو کسی لحاظ سے قابلِ تعریف نہیں۔ لیکن یہ روایات شیعہ حضرات نے کسی بھی مقصد کے لیے بیان کی ہوں، کم از کم ان سے یہ بات روزِ روش کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ:

غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں تین راتیں گزارنے اور سفر ہجرت میں مکہ مشرفہ سے مدینہ طیبہ تک خدمت اقدس میں رہنے والی ہستی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی تھی۔ولله الحمد

نواں حوالہ:

اسی بحار الانوار کی پندرہویں جلد میں ہے:

ثم هاجر إلى المدينة ومعه أبو بكر وعامر بن فهر مولى أبي بكر وعبد الله بن أريقط، وخلف علي بن أبي طالب آخر ليلة من صفر، وأقام في الغار ثلاثة أيام

پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی اور آپ ﷺ کے ساتھ (سیدنا) ابو بکر (صدیق) اور (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے خادم عامر بن فہر اور عبد اللہ بن اریقط تھے۔ صفر کی آخری رات مولا علی کو اپنے پیچھے چھوڑا اور غار کے اندر تین دن قیام فرمایا۔

(بحار الانوار 15/370)

قارئینِ کرام!

یہ گفتگو بھی اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے اور واشگاف الفاظ میں پکار رہی ہے کہ:

"یارِ غار ہونے کی سعادت جس ہستی کو نصیب ہوئی انہیں ابو بکر صدیق کہتے ہیں۔"

دسواں حوالہ:

علامہ مجلسی ہی نے امالی طوسی کے حوالے سے حضرت انس بن مالک سے روایت بیان کی۔ فرمایا:

لما توجه رسول الله صلى الله عليه وآله إلى الغار ومعه أبو بكر أمر النبي صلى الله عليه وآله عليا أن ينام على فراشه ويتغشى ببردته

جب رسول اللہ ﷺ غار کی جانب متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو

بکر تھے۔ آپ ﷺ نے مولا علی کو حکم فرمایا کہ آپ ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور آپ ﷺ کی مبارک چادر اوڑھ لیں۔

(بحار الانوار19/55)

گیارہواں حوالہ:

اسی بحار الانوار میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ مشرفہ سے ہجرت کے ذکر کے دوران بتایا کہ کیسے مشرکینِ مکہ نے رات بھر رسول اللہ ﷺ کے کاشانۂ اقدس کا گھیراؤ کیے رکھا۔

پھر صبح کو جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے:

فاستقبلهم أبو كرز الخزاعي وكان عالما بقصص الآثار، فقالوا: يا أبا كرز اليوم نحب أن تساعدنا في قصص أثر محمد، فقد خرج عن البلد، فوقف على باب الدار فنظر إلى أثر رجل محمد صلى الله عليه وآله، فقال: هذه أثر قدم محمد، وهي والله أخت القدم التي في المقام، ومضى به على أثره حتى إذا صار إلى الموضع الذي لقيه فيه أبو بكر، قال: هنا قد صار مع محمد آخر، وهذه قدمه، إما أن تكون قدم أبي قحافة أو قدم ابنه، فمضى على ذلك إلى باب الغار، فانقطع عنه الأثر

پس ان کے سامنا ابو کرز خزاعی سے ہوا جو قدموں کے نشانات کا علم رکھتا تھا۔

ان لوگوں نے کہا: اے ابو کرز!

آج ہم چاہتے ہیں کہ تم (سیدنا) محمد ﷺ کے قدموں کے نشانات میں ہماری مدد

کرو۔ کیونکہ وہ شہر چھوڑ چکے ہیں۔

پس وہ رسول اللہ ﷺ کے کاشانۂ اقدس کے دروازے پہ کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے قدمِ اقدس کا نشان دیکھ کر کہا:

اللہ سبحانہ وتعالی کی قسم! یہ (سیدنا) محمد (ﷺ) کے قدم کا نشان ہے۔ اور اللہ کی قسم یہ مقامِ ابراہیم والے قدم کے بالکل مشابہ ہے۔

پھر وہ اس نشان پہ چل پڑا۔ حتی کہ اس جگہ پہنچا جہاں رسول اللہ ﷺ سے ابو بکر صدیق کی ملاقات ہوئی۔

ابو کرز خزاعی نے کہا: یہاں (سیدنا) محمد ﷺ کے ساتھ ایک اور مل گیا اور یہ اس کا قدم ہے۔ یا تو ابو قحافہ کا قدم ہے یا اس کے بیٹے (سیدنا ابو بکر صدیق) کا۔

اسی کا پیچھا کرتے وہ غار کے دہانے تک پہنچ گیا اور وہاں سے نشانِ قدم ختم ہو گیا۔

(بحار الانوار 19/ 73، 74)

بارہواں حوالہ:

اسی بحار الانوار میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے ذکر میں بتایا:

ومنها: أن أبا بكر اضطرب في الغار اضطرابا شديدا

یعنی ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کو غار میں شدید گھبراہٹ کا سامنا ہوا۔

(بحار الانوار 19/ 74)

چونکہ ہمارا مقصود اتنے جملے سے حاصل ہو گیا، لہٰذا اس گفتگو کا باقی حصہ حذف کرنا ہی

مناسب ہے۔ کیونکہ جن حضرات نے اس گفتگو کو ذکر کیا، انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق کی شان و مدح کے لیے ہرگز ذکر نہیں کیا۔

تیرہواں حوالہ:

اسی بحار الانوار میں سیدنا عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے۔ فرمایا:

فدى علي عليه السلام بنفسه، لبس ثوب النبي صلى الله عليه وآله ثم نام مكانه، فكان المشركون يرمون رسول الله، قال: فجاء أبو بكر وعلي عليه السلام نائم، وأبو بكر يحسب أنه نبي الله، فقال: أين نبي الله؟ فقال علي: إن نبي الله قد انطلق نحو بئر ميمون فأدرك، قال: فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار

مولا علی نے اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ نبی ﷺ کا کپڑا اوڑھ کر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارا کرتے تھے۔

ابنِ عباس نے فرمایا: پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) آئے تو حضرت سیدنا علی المرتضی آرام فرما تھے۔(سیدنا) ابو بکر (صدیق) سمجھے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کے نبی ﷺ ہیں۔(سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے کہا: اللہ جل وعلا کے نبی ﷺ کہاں ہیں؟ حضرت علی نے کہا: نبی اللہ ﷺ بئرِ میمون کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ انہیں جا کر پہنچ جایئے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا: پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غار میں داخل ہو گئے۔

(بحار الانوار19/ 78)

قارئینِ کرام!

بندہ کا ارادہ تھا کہ صرف دس حوالوں پہ اکتفاء کرے۔ لیکن جیسا کہ گفتگو کی شروعات میں عرض کر چکا کہ جب کتبِ شیعہ کی جانب توجہ کی جائے تو ان گنت نصوص اس امر کی گواہ ہیں کہ:

"یارِ غار وہی ہیں جو آج یارِ مزار بھی ہیں۔"

لہذا گفتگو سمیٹتے سمیٹتے دس کے بجائے عدد تیرہ کو پہنچ گیا اور بلا شبہ جیسے دس کا عدد مبارک عدد ہے یونہی غلامانِ مولائے کائنات کے لیے تیرہ کا عدد بھی مبارک عدد ہے۔

بہر حال!

سطورِ بالا کے ملاحظہ کے بعد کسی بھی منصف مزاج کے لیے فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں کہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہی وہ ہستی ہیں جنہیں غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

وہی وہ ہستی ہیں جن کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ مکرم کی جانب نسبت کرتے ہوئے "صاحب" کا لقب عطا فرمایا۔

اور یہ اعزاز تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ اعزاز ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں سے کسی دوسری ہستی کے حصے میں نہیں آیا۔

یہ بات الگ ہے کہ کچھ لوگ تقسیمِ خداوندی پہ راضی نہیں ہوتے۔ لیکن ان کی یہ سوچ

اور ان کا یہ طرز خود انہی کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

اللہ سبحانہ وتعالی رسول اللہ ﷺ کے سَچے، سُچے صحابہ کی محبت واتباع میں زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔ رسول اللہ ﷺ کی آلِ پاک کی غلامی میں جینا مرنا نصیب فرمائے۔

جو لوگ صحابہ کا نام لے کر خاندانِ رسول ﷺ کے مقام ومرتبہ کو گھٹانے کے درپے ہیں، یا محبتِ اہلِ بیت کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی ذواتِ عالیہ پہ زبانِ طعن دراز کیے ہوئے ہیں۔۔۔ اللہ سبحانہ وتعالی ان کے شر سے اہلِ اسلام کو بچائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین وآله الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وسلم

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

12 جمادی ثانیه 1444ھ

05 جنوری 2023ء